مولوی حافظ عزیز الدین عزیز علوی ساعت ساز

ریاست بہاول پور کے ایک فارسی شاعر

عِصمت درانی

مولوی حافظ عزیز الدین عزیز علوی (وفات: ۱۸۹۲ء) کا تعلق مولوی حفظ الاسلام (وفات: ۱۸۰۲ء) کے خاندان سے ہے جو لاہور کے شاہی واعظ مولوی محمد سعد اللہ کی اولاد میں سے ہیں[۱]، اور جن کا مزار میاں میر میں مرجع خلائق ہے۔ مولوی حفظ الاسلام ۱۷۷۹ء میں بہاول پور کی اسلامی حکومت اور نواب محمد بہاول خان ثانی (۱۷۷۲ء۔۱۸۰۹ء) کی سرپرستیٔ علوم وفنون کی کشش کے باعث اپنے بھائی مولوی فیض الاسلام، اور اپنے بھتیجوں: مولوی امام الدین اور مولوی غلام الدین کے ہمراہ ہجرت کر کے یہاں پہنچے۔ نواب صاحب نے ان کی آمد کی خبر سن کر اہتمام استقبال کیا اور نہایت عزت و احترام کے ساتھ ان کے قیام و آرام کا انتظام کرنے کے بعد خود بھی مولوی حفظ الاسلام سے تحصیل علوم حدیث و تفسیر کیا (دولت رائے، ص:۲۲۴)۔ مولوی حفظ الاسلام ریاست بہاول پور کے مفتی مقرر ہوئے اور بعد ازیں بہاول پور میں قاضی القضات کا عہدہ اسی خاندان کے لیے مخصوص ہوگیا، جو ۱۹۵۵ء میں ریاست کے پاکستان سے الحاق تک اسی خاندان کے پاس رہا۔ بہاول پور شہر میں محلہ قاضیاں اسی خاندان کے نام سے منسوب ہے (حفیظ، جولائی ۱۹۴۰ء، ص:۴۳)۔

مولوی امام الدین ساعت ساز، نواب صادق محمد ثانی (۱۸۰۹ء۔۱۸۲۵ء) کے دور میں ریاست کے محافظت مالیہ کے عہدے پر مامور تھے اوراپنی سخت گیری کے باعث" نادر شاہ "نام سے مشہور تھے (اعظم، ص:۲۷)۔ مولوی عزیز الدین]اس کے بعد صرف عزیز[، مولوی امام الدین کے صاحب زادے ــ مولوی عظیم الدین کے فرزند تھے۔ مولوی عظیم الدین نہایت باکمال ساعت ساز تھے۔ عزیز کے بڑے بھائی ــ مولوی امیر الدین، اور بھتیجے ــ مولوی معز الدین بھی سرکار بہاول پور میں ساعت سازی کے ع ہدے پر مامور رہے (حفیظ، نومبر ۱۹۴۰ء، ص:۱۹)۔ عزیز، مولانا غلام رسول چنڑ (وفات:۱۸۷۳ء) کے شاگرد تھے (اختر راہی، ص:۲۴۷)۔ انھوں نے اپنے علم و فضل کی بدولت ریاست میں "ابو الرجا" کا خطاب پایا اور نوابان بہاول پور کے اتالیق بھی رہے

* استاد، شعبہ فارسی، اسلامیہ یونی ورسٹی، بہاول پور

(میرانی، ص:۳۸)۔ گھڑی سازی میں عمدہ مہارت تھی۔ درس و تدریس کے علاوہ گھڑی سازی ہی آپ کا ذریعہ معاش تھا۔اسی لیے آپ "ساعت ساز" نام سے معروف ہوئے۔آخری عمر میں سفر کا شوق ہوا۔ ۱۸۸۳ء کے آغاز میں آپ نے خیر پور سندھ، حیدر آباد سندھ، بمبئی اور حیدر آباد دکن کا سفر کیا۔اس سفر میں پھر ان کی کوئی خبر نہ آئی (میرانی، ص:۳۸۔۳۹)۔لہٰذا ان کے مفقود الخبر ہونے کا اشتہار اخبار میں شائع ہوا(صادق الاخبار، ۱۸۸۴ء،ص:۵)۔غالباً اسی سفر میں انھوں نے بمبئی پہنچ کر اپنی کتاب نظم الوراع شائع کروائی،کیوں کہ ۵ فروری ۱۸۸۵ء کو ان کے صاحبزادے۔ مولوی سعید اللہ کی جانب سے اس کتاب کا اشتہار اخبار میں شائع ہوا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی مطبوعہ کتابیں اپنے عزیزوں کو بھجوا کر اپنی موجودگی اور زندگی کا ثبوت پیش کیا(صادق الاخبار، ۱۸۸۵ء،ص:۶)۔بعض خانگی پریشانیوں کی وجہ سے کچھ عرصہ کے لیے بہاول پور سے تونسہ شریف چلے گئے اور وہیں ۲۸ جنوری ۱۸۹۲ء/ ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۰۹ھ کو انتقال فرمایا اور آخری آرام گاہ بھی وہیں بنی۔ آپ کے تین فرزند:مولوی سعد اللہ؛مولوی سعید اللہ اور مولوی کلیم اللہ تھے۔مولوی کلیم اللہ کے واحد فرزند۔ مولوی قاضی عظیم الدین(وفات:یکم مئی ۱۹۸۶ء) نواب صادق محمد خان خامس (۱۹۲۴ء۔۱۹۶۶ء)کے دربار کے آخری قاضی اور جامع مسجد بہاول پور کے خطیب تھے۔[۲]

شاعری

عزیز کا نمونہ کلام کم یاب ہے۔ریاست بہاول پور کے ایک طویل مدت تک کونسل آف ریجنسی کے زیر انتظام رہنے اور نشر و اشاعت کی ناکافی سہولیات کے باعث یہاں ادبی، طباعتی و اشاعتی سرگرمیاں محدود رہیں اور بہت سے شعرا گم نام رہ گئے۔یکم دسمبر ۱۸۷۹ء کو حافظ عبدالقدوس قدسی سہارن پوری نے ریاست کے سرکاری اخبار۔ صادق الاخبار کی ادارت سنبھالی تو ان گم نام شعرا کا کلام گاہے گاہے شائع ہونے لگا۔قدسی نے اخبار میں علمی و ادبی حصہ شامل کیا اور ان شعرا کی حوصلہ افزائی کی[۳]۔عزیز بھی اسی دور میں بطور شاعر متعارف ہوئے(ماجد قریشی، ص:۳۶)۔ قدسی نے مارچ ۱۸۸۱ء میں بہاول پور میں پہلی ادبی انجمن قائم کی۔اس انجمن کے جلسوں میں حصہ لینے والے شعرا میں عزیز کا نام بھی ملتا ہے(ماجد قریشی، ص:۴۲)۔دستیاب مآخذ کے مطابق آپ صاحب دیوان شاعر تھے۔عزیز تخلص کرتے تھے۔عربی،فارسی،اردو،پنجابی اور سرائیکی پر عبور حاصل تھا۔لیکن افسوس کہ آپ کا یہ غیر مطبوعہ دیوان امتداد زمانہ کے ہاتھوں محفوظ نہ رہ سکا۔اب صرف ان کا معدودے چند کلام ہی متفرق مآخذ میں ملتا ہے۔عزیز کے دستیاب کلام میں سے فارسی غزلیات بطور نمونہ ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

در دل نشانده ایم دل آرای خویش را
کردیم وقف خلوت او جای خویش را
از دیدنم چو رنجه شود آن نگار شوخ
گویم برش چگونه تمنای خویش را
در هر شکنج اوست مقید هزار دل
شانه مزن دو زلف سمن سایه خویش را
خوش دل میان او منم از باغ خلد و عدن
تا کرده ام بکوی تو ماوای خویش را
بی دل همی تپد ز الم تا که جان برد
وا کن ز لطف لعل شکر خای خویش را
از شهر و باغ جانب صحرا همی کشد
ما دیده ایم طبع جنون زای خویش را
جان دادم وز کشمکش غم نشد خلاص
بردیم ما ز کوی تو غوغای خویش را
دل را به عشق شعله رخی بر افروختیم
آتش زدیم جمله سراپای خویش را
تا پا برہنه ما ره صحرا گرفته ایم
رنگین نموده ام همه صحرای خویش را
رندم عزیز و سجدۂ بت هست دین ما
دانسته ایم کعبه کلیسای خویش را

(عزیز، اگست ۱۹۴۹ء، ص: ۴۴-۴۳)

جلوۂ آن قد رعنا بسکه مدهوش کند
می دود سویم اجل تا اندر آغوش کند
درمیان چاه غم افتاده ہمچون هیزنم

کشتہ ہجرش بیگنہ ہمچون سیاؤشم کند
راحت و آرام بربودہ ز من سودای تو
غلبہ سودای وصل او بجان کوشم کند
پیش آن جان جہان خواہم کہ فغان بر کشم
سرمہ گین چشم سیاہش لیک خاموشم کند
بارہا گویم کہ دست از عشق بر دارم و لیک
سوزِ نیشِ ہجر محتاج از پی نوشم کند
چون در آید در سخن آن دلبر شیرین ادا
لطف انداز کلامش حملہ تن گوشم کند
می کنم توبہ ز می بارہا ای ہم نشین
باز تاثیر نگاہش مست و می نوشم کند
سایہ آن زلف مشکین بسکہ سودای نمود
در سواد غم پریشانی سیہ پوشم کند
در خیال زلف او یکجا نمی گیرم قرار
الفت گیسوی مشکین خانہ بر دوشم کند
غمزہ ہای چشم سرشار بت کافر عزیز
از تف غم چون خم مے مفت در جوشم کند

(عزیز، اگست ۱۹۴۱ء، ص:۴۴)

صادق الاخبار میں کے دستیاب شماروں میں بھی عزیز کی درج ذیل دو فارسی غزلیں ملتی ہیں:

کرد جمال حق ظہور صل علیٰ محمد
روی زمین گرفت نور علیٰ محمد
خواندہ چو ایزد متین رفتہ بعرش آن امین
کرد ز عرش ہم عبور صل علیٰ محمد
رونق تازہ یافت دین زان شہ ختم مرسلین

گشته بهر طرف سرور صل علیٰ محمد
بود عجوز بی وفا دولت و ملک این سرا
دید نه آن شهی غیور صل علیٰ محمد
چونکه جمال خود نمود پرده ز روی حق کشود
خواند ز لذت حضور صل علیٰ محمد
دولت فقر اختیار کرد ازین نعیم ها
مانده همیشه او حضور صل علیٰ محمد
رونق دین تازه شد گشت جهان ز نور پُر
جلوه نمود شمع طور صل علیٰ محمد
رتبه قرب ایزدی یافت و بخوانده یک زبان
حور و ملایک از حبور صل علیٰ محمد
تافت خور یقین عیان شاد ازو جهانیان
ظلمت کفر گشت دور صل علیٰ محمد
آنکه قیام دین او هست با مرا ایزدی
تا بقیام نفخ صور صل علی محمد
آنکه طفیل ذات او داده خدا بمومنان
کوثر و رویته عدن و حور صل علیٰ محمد
هست امید عزیز را چون شه ما شود شفیع
بخشش ایزد غفور صل علیٰ محمد

(صادق الاخبار، ۲۴ مئی ۱۸۸۳ء، ص:۴)

متحمل این قدر دارد مزاج حسن بی تابش
بود ز افغان عاشق تار و پود بستر خوابش
پر پرواز از بهر رمش گردد فغان ما
ندارد تاب آه آتشین طبع چو سیمابش

نیارد پر زدن مرغ دل از دستش طپد در خون
کہ گشتہ چنگل شہباز مژگان چو قلابش
ز نار عشق در دل شعلہ افتادہ چو چوب تیر
کہ سوزد طرفی از نار و ز طرفی می چکد آبش
نہ از پانست سرخی بر لب لعل چو حیوانش
کہ از خون دل جگر ہا گشتہ رنگین لعل سیر ابش
ہزاران نالہ در پردہ نوازد از غنون سان دل
زدہ بر سینہ تا دست غم عشق تو مضرابش
سلام از ما کسانی را کہ بودہ واصل ساحل
کہ گشتہ کشتی ما نذر جزر و مد گردابش
دماغ نکہت گل را تا کجا بد پری روی
کہ بر رو بشکند رنگ از نزاکت سیر مہتابش
جناب شاہ مردان جملہ مشکل ہای او حل کرد
کہ بودہ یک سگ گرگین عزیز خستہ بر بابش

(صادق الاخبار، ۲۴ مئی ۱۸۸۳ء، ص:۴)

عزیز نے نظم الورع عنوان سے قصیدہ بردہ کا ترجمہ بطور مخمس کیا[۷]۔ انھوں نے عربی کے پانچوں مصرعوں کا پہلے فارسی میں منثور، اور پھر فارسی، اردو اور پنجابی میں منظوم ترجمہ کیا، جو ۱۲۹۷ھ میں مکمل ہوا۔ عزیز نے خاتمہ پر لکھا ہے:

> مخمس قصیدہ متبرکہ بردہ کہ اسم تاریخش نظم الوراع است از تالیف احقر العباد ابوالرجا محمد المدعو بعزیز الدین جعلہ اللہ کاسمہ بتاریخ ۲۸ شعبان المعظم ۱۲۹۷ ہجریہ بروز جمعہ (مطابق ۶ اگست ۱۸۸۰ء) بعد از زوال در بلدہ بہاول پور باختتام رسید۔
> (عزیز الدین، ص:۱۱۳)

نظم الورع (۱۲۹۷ھ) اس مخمس کا تاریخی نام ہے۔ ۱۱۶ صفحات پر مشتمل یہ کتاب ۱۳۰۱ھ میں بمبئی کے مطبع حسینی سے شائع ہوئی۔ کتاب کے آخر میں عزیز کے کہے ہوئے قطعات تاریخ اشاعت درج ہیں:

عزیز از پی انتفاع انام
بتخمیس بردہ نمود اہتمام
چو مطبوع شد گفت تاریخ او
دبیر خرد "تحفہ# خاص و عام"(۱۳۰۱ھ)

چونکہ تخمیس بردہ شد مطبوع
از پی نعت مصطفیٰ طلبان
سال طبعش عزیز ہیچمدان
گفت "جام حیات تشنہ لبان"(۱۳۰۱ھ)

خمسہ بردہ گو بنعت رسول
نور افشانست ہیچو خاور مفت
گشت طالع ز مطبع حسنی
ملکش "مشرق کرامت" گفت(۱۳۰۱ھ)
(عزیز الدین، ص:۱۱۶)

نظم الوراع سے دو بند بطور نمونہ:

فَجٰاہَدَ النَّفسَ الجُھدِبِالتَّقوٰیٰ
وَاَفرَغَ المٰالَ بَذلًا فِی رِضَاَ المَولٰی
پس جہاد فرمود با نفس خویش حق جہاد با پرہیز گاری
و خالی نمود خزانہ مال را از روی صرف نمودن در رضای حق تعالی

فَکُلَّمٰا جٰآئَ مِن غَنمٍ عَطٰاکَرَماً
وَ شَدَّ مِن سَقَبٍ اَحشٰاءہ وَ طَوَی

پس ہر چه آمد از غنیمت با عطا فرمود از روی کرم
و محکم گردانید از گرسنگی احشای خود را و در پیچید
تَحتَ الحِجٰارَةِ کَشحًا مُترَفَ الاَدَمِ

زیر سنگ تہیہ کاہی را کہ صفت او آنست کہ نازک جلد است
کرد از تقوی بنفس آن سرور جہاد
مال یکسر در رضای حضرت مولا بداد
از کرم داد آن غنیمت را کہ در دستش افتاد
در گرسنہ گشت بست آن بادشاہ دین و داد
سنگ صبر ابر تہی گاہی کہ بد نازک نہاد
کر کے جہاد نفس سے اچھے لیے تھے کام
راہ خدا میں اپنا لٹایا تھا گھر تمام
پاتے غنیمت آپ تھے لٹاتے ز فیض عام
جب بھوک لگتی باندھتے وہ خسرو انام
پتھر کے نیچے پیٹ جو نازک تھا نرم تام
کر جہاد بھلے کم لتے نفس نوں مار ونجایا
راہ خدا دے اندر اپنا سب گھر بار لٹایا
بخش کریندے بے کساں نوں جو کچھ ہتھ وچ آیا
آن کے بُکھ کے حضرت نوں جب اپنا منہ وکھایا
پتھر بدھے پیٹ اتے جو پٹ تھیں نرم سوایا
(عزیز الدین، ص:۱۲)

حَتّٰی مَ تَضحَکَ عَن حٰالِی وَ عَن اَمرِی
اِلٰی مَ تَغفُلُ عَن حُزنِی وَعَن ضَرَرِی

تابکی خندان شوی از دیدن حال بر من و از امر محبت من
تابکی غافل باشی از درد ہای من و از مضرت ہای من

مٰا کُنتَ تَعذَلُنِی لَوکُنتَ ذَاَ بَصَرٍ
عَدَتکَ حٰالِی لَا سِرّی بِمُستَتِرِ

نمی بودی ملامت کنندہ من اگرمی بودی تو صاحب بینائی
گذشتہ است ترا حال من نیست راز من پنہان شوندہ

عَنِ الوُشٰا ۃِ وَلَا دٰاءِ دِ بِمُنحَسِمِ
از سخن چینان و نیست درد من منقطع شوندہ
تابکی خندی چو بینی جان من اندر وبال
تابکی غافل باشی از غم من و از ملال
گر تو بینا می بدی کی لوم می کردی جدال
است بگذشتہ ز تو حالم عیان چو نخور کمال
برا عادی نیست دردم منقطع در ہیچ حال
کب تک ہنسے گا دیکھے گا میرا یہ حال زار
غفلت کہاں تلک کہ میں ہوں سخت دل فگار
بینا اگر تو ہوتا ملامت نہ کرتا یار
ہے حال میرے درد کا یک لخت آشکار
سب دشمنوں پہ درد بھی رکھتا نہیں بے شمار
کتھوں تائیں ہسیں ویری ویکھ کے مینوں مردا
غافل ہوکے میری غم تھیں پھریں توں تاریاں تردا
جیکر توں سجاکھا ہوندا طعن ملام نہ کردا

لنگیا ٹُر تھوں حال میرے تھیں اٹھ گیا ہے پردا
جانن ویری ہر دم زیادہ مینوں درد اندر دا

(عزیز الدین، ص:۸)

(II)

مولوی حافظ عزیز الدین عزیز کے متعلق ایک غلط فہمی کا ازالہ

ریاست بہاول پور میں اسی دور میں مولوی عزیز الدین(۱۸۴۱ء۔۱۹۰۵ء) نامی ایک اور شاعر بھی گذرے ہیں، جن کا تخلص بھی عزیز تھا۔ وہ خواجہ غلام فرید کے ہم عصر اور نواب صادق محمد خان رابع (۱۸۶۱ء۔۱۸۹۹ء) کے درباری شاعر اور شاہی خوش نویس تھے[۵]۔ مولوی عزیز الدین عزیز خوش نویس، اور مولوی عزیز الدین عزیز ساعت ساز کے کلام کو عموماً آپس میں خلط ملط کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً نظم الوداع کے مطالعہ کے بعد عبد الرشید نسیم طالوت (۱۹۰۹ء۔۱۹۶۳ء) کا تبصرہ ہفت روزہ کائنات (بہاول پور) کے" استقلال نمبر" میں شائع ہوا، جس کا ایک اقتباس ذیل میں درج ہے:

> ایسی عجیب کتاب، اور پھر اپنے قریب ہی کے ایک بہاول پوری فاضل کی دیکھ کر دل نے فیصلہ کیا کہ جب ایسے لائق آدمی ہم میں موجود ہیں تو احساس کمتری میں گم ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ لوگوں کے سامنے سر اٹھایا جا سکتا ہے۔ اب جستجو ہوئی کہ پتہ کیا جائے کہ یہ فاضل کون ہیں جنھوں نے عربی تخمیس کے بعد فارسی، اردو اور ملتانی مخمسات بھی لکھیں اور صرف قصیدہ بردہ اور اس کے ترجمہ پر ایک سو تیرہ صفحے لکھ ڈالے...ذاتی طور پر میں ایک مولوی عزیز الدین صاحب کو جانتا ہوں جو حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ العزیز کے ہم عصر تھے اور خواجہ صاحب کی وفات کے بعد تک زندہ رہے۔ جو شاید والی بہاول پور کی بارگاہ میں محض اپنی خوش نویسی کی وجہ سے بار پائے ہوئے تھے۔ ایسا ممکن ہے کہ یہ وہی مولوی عزیز الدین ہوں۔ اگر دونوں صاحب ایک ہیں تو اگلے وقتوں کے خوش نویسوں پر رشک کرنا چاہیے کہ وہ کس قدر فاضل و علامہ ہوتے تھے۔ کہ عربی، فارسی، اردو اور ملتانی چاروں زبانوں میں قلم برداشتہ نظم و نثر پر قدرت تھی (منظور حسن، ص:۲۱۳۔۲۱۴)

حتیٰ کہ مولوی عزیز الدین (خوش نویس) کے فرزند۔کیپٹن منظور حسن (۱۸۹۷ء۔۱۹۷۳ء) بھی اسی مخمصہ کا شکار ہوئے ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ نظم الوداع مولانا عزیز الدین عزیز خوش نویس کے غیر مطبوعہ قلمی مسودات کے ساتھ انھیں ملی تھی۔اس کتاب کا ایک نسخہ مولوی عزیز الدین(خوش نویس) کے عزیز دوست ــ مولانا غلام غوث غلامی، مصنف فیروز نامہ (سال طباعت:۱۳۰۵ھ) کے پاس بھی موجود تھا، جس کے صفحہ اوّل پر مولوی عزیز الدین(خوش نویس) کے دستخط ہیں۔منظور حسن کے خیال میں چوں کہ نواب صادق محمد خان رابع کے دور میں عزیز الدین نامی کسی اور شاعر کا کائی مدحیہ کلام نہیں ملتا، لہٰذا نظم الوداع کے شاعر کو مولوی عزیز الدین خوش نویس سے منسوب کرنا مستبعد نہیں ہو سکتا، اور مزید تحقیق تک یہ مولوی عزیز الدین(خوش نویس) کی تصنیف گردانی جائے گی(منظور حسن، ص:۲۱۵)۔

اس غلط فہمی کے ازالہ کے لیے چند نکات ذیل میں درج ہیں:

۱: ایک بہاول پوری فاضل اور شاعر، جس کا تعلق دربار کے مقرب بلند پایہ علمی گھرانے سے تھا، اہل فن کی قدردانی کے باعث شہرت رکھنے والے دربار کی توصیف و مدح سے عاری نہیں ہو سکتا۔مولوی ساعت ساز کا نواب صاحب کی مدح میں کوئی فارسی قصیدہ اگرچہ تاریخی مآخذ میں نہیں ملتا، لیکن اردو زبان میں درج ذیل قصیدہ ۱۸۸۲ء کے صادق الاخبار میں نظر آتا ہے، جہاں ان کے نام کے ساتھ ساعت ساز لکھا ہوا ہے:

چل سر کے بل جلدی قلم
وصف شہنشاہ کر رقم
شاہنشہ ملک عجم
سکندر و دارا چشم
مرد خدا بحر کرم
شاہوں سے یکسر محترم
حامئ اسلام ہے
صادق محمد نام ہے
فیض اس کا عام ہے
جود و سخا کا کام ہے
بالا قد و گل فام ہے

محفل کا وہ آرام ہے
قد سے خجل سرو چمن
ہے قوت جان سخن
زرین قبا سیمین بدن
نازک ادا گل پیرہن
رخ رنگ میں رشک چمن
زلف سیہ مشک ختن
رشک ارم اس کا وطن
جنت سے خوش اس کا حرم
وہ شاہ ہے جمہور کا
ہے اس پہ عالم نور کا

(صادق الاخبار، ۲۰ جولائی ۱۸۸۲ء، ص:۵)

۲: نظم الوداع کے سرورق پر مصنف کے نام کے ساتھ ان کا خطاب "ابو الرجا" بھی لکھا ہے۔ مولوی عزیز الدین (خوش نویس) کا خطاب "یاقوت رقم" تھا، جو انھیں نواب صادق محمد خان رابع کی جانب سے دیا گیا تھا (عزیز، نومبر ۱۹۴۴ء، ص:۱۷)۔ اور ہمیشہ ان کے نام کے ساتھ لکھا جاتا تھا، مثلاً: اس دور کے صادق الاخبار میں گاہے گاہے شائع ہونے والے ان کے کلام پر نام کے ساتھ خوش نویس لکھا ملتا ہے (صادق الاخبار، ۲۱ نومبر، ۱۸۸۹ء، ص:۴)۔

۳: جیسا کہ آغاز میں ذکر ہوا، ۵ فروری ۱۸۸۵ء کو مولوی (ساعت ساز) کے صاحب زادے۔۔۔ مولوی سعید اللہ کی جانب سے نظم الورع کی فروخت کا اشتہار صادق الاخبار میں شائع ہوا (صادق الاخبار، ۱۸۸۵ء، ص:۶)۔ جب کہ عزیز خوش نویس کے فرزند۔۔۔ کیپٹن منظور حسن، اپنے والد کی طرح گوجرانوالہ کے نام ور شاعر اور ادیب تھے[۲]۔

حوالہ جات:

۱۔ مولوی حفظ الاسلام کے مکمل شجرہ نسب کے لیے دیکھیے: حفیظ الرحمان حفیظ، تذکرہ مشاہیر، مشمولہ: العزیز، جولائی ۱۹۴۰ء، ص:۴۳

۲۔ قاضی عظیم الدین کے متعلق تفصیل کے لیے: محمد نعمان فاروقی، زمین کھا گئی آسمان کیسے کیسے :حضرت مولاناقاضی عظیم الدین علوی، مشمولہ: 'الزبیر'، سہ ماہی، شمارہ:۲۰۱۱ء۔

۳۔ دیگر شعرا، مثلاً: افضل حسین افضل، بھگوان داس ذہین، مولوی غلام احمد صادق، نذیر احمد گستاخ، منشی شمشاد حسین نازک، اللہ وسایا وغیرہ صادق الاخبار کے توسط سے متعارف ہوئے۔ تفصیل کے لیے: ماجد قریشی (۱۹۶۴ء)، دبستان بہاول پور، ادارہ مطبوعات آفتاب مشرق، بہاول پور۔

۴۔ مولوی عبد المالک صادق کھوڑوی (۱۸۵۵ء۔۱۹۴۱ء)، مشیر مال ریاست بہاول پور نے بھی حسن الجردہ فی شرح القصیدۃ البردہ نام سے قصیدہ بردہ کا منظوم فارسی ترجمہ اور شرح لکھی، جو ۱۹۴۰ء میں عالمگیر الیکٹرک پریس، لاہور سے شائع ہوا۔ تفصیل کے لیے: عارف نوشاہی (۲۰۱۲ء)، کتاب شناسی آثار فارسی چاپ شدہ در شبہ قارہ، جلد۳، میراث مکتوب، تہران، ص:۱۶۶۳ش۔

۵۔ مولوی عزیز الدین خوش نویس کے متعلق تفصیل کے لیے دیکھیے: عصمت درانی، (جنوری۔جون، ۲۰۱۹ء)، مولوی عزیز الدین عزیز-ایک تاریخ گو شاعر، مشمولہ: تحصیل، ادارۂ معارف اسلامی، کراچی۔

۶۔ کیپٹن منظور حسن کے متعلق مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: محمد اقبال جاوید، محمد اکرم رضا، (۱۹۸۲۔۱۹۸۴ء) قرطاس وقلم کی آبرو-ادبی شخصیات، مشمولہ: مجلہ، 'مہک'، گوجرانوالہ نمبر، بمناسبت جشن سیمین، گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ، ص:۶۴۳۔۶۴۶؛ محمد عبداللہ قریشی (سال ندارد)، "کیپٹن منظور حسن"، مشمولہ: معاصرین اقبال کی نظر میں، نیشنل کمیٹی برائے صد سالہ تقریبات ولادت علامہ محمد اقبال، مجلس ترقی ادب، لاہور، ص:۵۵۵۔۵۶۰؛ کیپٹن منظور حسن (۱۳۸۷ھ)، فن تاریخ گوئی، گلوب پبلشرز، لاہور، ص:۸۔۱۰

کتابیات:

۔۔اختر راہی (۱۹۸۱ء)، تذکرہ علمائے پنجاب، جلد ۲، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور۔

۔۔اعظم بہاول پوری، محمد، اقبال نامہ سعادت آیات، خطی، نسخۂ برٹش میوزیم، لندن، شمارہ

۔۔دولت رائے، لالہ، (۱۸۵۰ء) مرآت دولت عباسیہ (قسم دوم) باہتمام محمد حسین پرنٹر و پبلشر، مطبع دہلی اردو اخبار، دہلی۔

۔۔شہاب دہلوی، مسعود حسن (۱۹۸۳ء)، بہاول پور میں اردو، اردو اکیڈمی، بہاول پور۔

۔۔عزیز، عزیز الدین (۱۳۰۱ھ)، نظم الورع، مطبع حسینی، بمبئی۔

۔۔ماجد قریشی (۱۹۶۴ء)، دبستان بہاول پور، ادارہ مطبوعات آفتاب مشرق، بہاول پور۔

۔۔منظور حسن، کیپٹن (۱۳۸۷ھ)، فن تاریخ گوئی، گلوب پبلشرز، لاہور۔

۔۔میرانی، محمد حسن خان (۱۹۹۷ء)، علمائے بہاول پور، اردو اکیڈمی، بہاول پور۔

اخبارات و جرائد:

۔صادق الاخبار، ۲۴ مئی، ۱۸۸۲ء

______، ۲۷ مارچ، ۱۸۸۴ء

______، ۵ فروری، ۱۸۸۵ء

______، ۲۱ نومبر، ۱۸۸۹ء

۔۔حفیظ، حفیظ الرحمان (جولائی ۱۹۴۰ء)، تذکرہ مشاہیر، مشمولہ: 'العزیز'، ماہ نامہ، عزیز المطابع، بہاول پور۔

______ (نومبر ۱۹۴۰)، مشاہیر بہاول پور۔ محلہ قضات، مشمولہ: 'العزیز'، ماہ نامہ، عزیز المطابع، بہاول پور۔

۔۔عزیز، عزیز الرحمان (اگست ۱۹۴۱ء)، تذکرہ شعرائے ریاست بہاول پور-ابو الرجا حافظ مولوی عزیز الدین عزیز ساعت ساز ایک شاعر کی حیثیت میں، مشمولہ: 'العزیز'، ماہ نامہ، عزیز المطابع، بہاول پور۔

۔۔عزیز، عزیز الرحمان (نومبر ۱۹۴۴ء)، "تذکرۃ الشعرا"، مشمولہ: 'العزیز'، ماہ نامہ، عزیز المطابع، بہاول پور۔

Abstract

This article aims at dispelling misconceptions about Maulvi Hafiz Azizuddin Aziz Alvi Saatsaaz as there was another Maulvi Azizuddin, whose pen-name was also Aziz, who was a calligrapher. The poetic works of both poets have been merged into each other. Saatsaaz is widely known for his title 'Abur Rija' and his book Nazmul Wara has his title on it. On the other hand, Azizuddin Khushnavi's title was Yaqoot Raqam given by Nawab Sadiq Muhammad Khan. His poetry was published on and off in Sadiqul Akhbaar with his title Khushnavis. Saatsaaz was among many poets whose works were rescued from oblivion and began publishing on the state-owned newspaper Saadiqul Akhbaar soon after it came into being. Hafiz Abdul Qudoos Qudsi Saharanpuri was credited with establishing the first literary organization in Bahawalpur State in 1881 and there he published the works of unknown poets of the Bahawalpur state as it had insufficient resources to publish which resulted in curtaining its publishing activities.

Keywords: Sadiqul Akhbaar, Azizuddin Saatsaaz, Abur Reja.